لغات واعراب قرآن (۶۳)

پروفیسر حافظ احمد یار

سورۃ البقرۃ

آیات ٦٧۔٦٨

ملاحظہ: کتاب میں حوالہ کے لیے قطعہ بندی (پیراگرافنگ) میں بنیادی طور پر تین ارقام (نمبر) اختیار کیے گئے ہیں سب سے پہلا (دائیں طرف والا) ہندسہ سورۃ کا نمبر شمار ظاہر کرتا ہے اس سے اگلا (درمیانی) ہندسہ اس سورۃ کا قطعہ نمبر (جو زیر مطالعہ ہے اور جو کم از کم ایک آیت پر مشتمل ہوتا ہے) ظاہر کرتا ہے۔ اس کے بعد والا (تیسرا) ہندسہ کتاب کے مباحثِ اربعہ (اللغۃ، الاعراب، الرسم اور الضبط) میں سے زیر مطالعہ بحث کو ظاہر کرتا ہے یعنی علی الترتیب اللغۃ کے لیے ١، الاعراب کے لیے ٢، الرسم کے لیے ٣ اور الضبط کے لیے ٤ کا ہندسہ لکھا گیا ہے بحث اللغۃ میں چونکہ متعدد کلمات زیر بحث آتے ہیں اس لیے یہاں حوالہ کی مزید آسانی کے لیے نمبر ١ کے بعد قوسین (بریکٹ) میں متعلقہ کلمہ کا ترتیبی نمبر بھی دیا جاتا ہے مثلاً ٢ : ٥ : ١ (٣) کا مطلب ہے سورۃ البقرہ کے پانچویں قطعہ میں بحث اللغۃ کا تیسرا لفظ اور ٢ : ٥ : ٣ کا مطلب ہے سورۃ البقرہ کے پانچویں قطعہ میں بحث الرسم۔ وھکذا۔

٢ : ٤٣ : ٢ الاعراب

زیر مطالعہ دو آیات کو اعرابی لحاظ سے چھ یا سات مستقل جملوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے جن میں سے بعض جملے بلحاظ مضمون دوسرے جملے کا حصہ ہی شمار ہو سکتے ہیں۔ اور بعض کو فاء عاطفہ کے ذریعے سابقہ جملے سے مربوط کیا گیا ہے۔ ان سات جملوں کے اعراب کی تفصیل یوں ہے۔

(١) واذقال موسی لقومہ۔ ان اللہ یأمرکم أن تذبحوا بقرۃ

[وَاِذْ] کی واو مستانفہ اور "اذ" ظرفیہ ہے۔ یہ ترکیب (واذ) اب تک بارہ (١٢) دفعہ گزر چکی ہے [قال] فعل ماضی معروف کا پہلا (واحد مذکر غائب) صیغہ ہے اور [موسیٰ] اس کا فاعل (لہٰذا) مرفوع ہے مگر اسم مقصور ہونے کے باعث اس میں علامت رفع ظاہر نہیں ہے۔ [لقومہ] لام الجر (ل) اور "قومہ" (مضاف مضاف الیہ) مل کر متعلق فعل قال ہے [اِنَّ] حرف مشبہ بالفعل اور [اللہ] اس کا اسم

منصوب ہے (یہاں فعل "قال" کے بعد آنے کی وجہ سے جملے کے درمیان میں "أنّ" (مفتوحہ) کی بجائے "إنّ" (مکسورہ) آیا ہے۔ [یأمُرُ] فعل مضارع معروف کا پہلا صیغہ (واحد مذکر غائب) ہے اور [کُمْ] ضمیر منصوب اس (یامرُ) کا مفعول بہ اول ہے (جس کو حکم دیا جائے) [أَنْ] مصدریہ ناصبہ ہے جو دراصل "بِأَنْ" ہے جو فعل امر کے دوسرے مفعول (مامور بہ۔جس بات کا حکم دیا جائے) پر داخل ہوتا ہے (یعنی "بِ" یا "بِأَنْ" یا صرف "أن" استعمال ہوتا ہے) [تَذْبَحُوا] مضارع منصوب صیغہ جمع مذکر حاضر ہے جو "أن" کی وجہ سے منصوب ہے علامتِ نصب ("تذبحون" کے) آخری "ن" کا سقوط (گر جانا) ہے [بقَرَةً] فعل (تَذْبحوا) کا مفعول بہ (لہٰذا) منصوب ہے۔ "أن" کو مصدریہ سمجھیں تو أن تذبحوا بقرۃً = بذِبْحِ بقرَةٍ (ایک گائے کے ذبح کرنے کا) تاہم اردو مترجمین نے عموماً "ان تذبحوا" (کہ تم ذبح کرو) کی صورت میں ہی ترجمہ کیا ہے۔ اس طرح یہ جملہ فعلیہ "یامرُکم أن تذبحوا بقرۃ" ("إن اللہ" والے) "إنّ" کی خبر (لہٰذا) محلاً مرفوع ہے اور پورا جملہ (إنَّ اللہ.... بقرۃ) فعل "قال" کا مقول (مفعول) ہونے کے لحاظ سے محلاً منصوب ہے۔ مندرجہ بالا پورے جملے کا لفظی ترجمہ بنتا ہے "جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے تم کو کہ تم ذبح کرو ایک گائے" اس عبارت کے بعض کلمات کے معنی میں اختلاف یا تنوع پر حصہ "اللغۃ" میں بحث ہو چکی ہے۔

(۲) قالوا أتتخذنا هزوًا

[قالوا] فعل ماضی معروف ہے جس میں ضمیر فاعلین "ھم" شامل (مستتر) ہے اور اس "ھم" کی علامت صیغہ فعل کی آخری واو الجمع ہے۔ [أ] استفہامیہ ہے اور یہاں استفہام برائے تعجب ہے۔ [تتخذ] فعل مضارع معروف مع ضمیر الفاعل "أنتَ" ہے جس کی علامت ابتدائی "ت" ہے [نَا] ضمیر منصوب متصل فعل "تتخذ" کا مفعولِ اول ہے اور [هُزُوًا] اس (تتخذ) کا مفعول ثانی (لہٰذا) منصوب ہے۔ اگرچہ ابتدائی "إذ" (جملہ ۱) شرطیہ نہیں ہے۔ مگر سابقہ جملے کی مناسبت سے یہاں "قالوا" کا ترجمہ "تو بولے، تو کہنے لگے" سے ہو سکتا ہے۔ اس حصۂ عبارت (قالوا اتتخذنا هزوا) کے بامحاورہ تراجم اور ان کی توجیہ پر حصہ "اللغۃ" میں بات ہو چکی ہے۔

(۳) قال أعوذ باللہ أن أكون من الجاهلين

[قال] فعل ماضی معروف مع ضمیر الفاعل "ھو" ہے جو یہاں موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہے [أعوذ] فعل مضارع معروف واحد متکلم ہے جس میں ضمیر فاعل "انا" مستتر ہے۔ اور [باللہ] جار مجرور (بِ+اللہ) متعلق فعل (اعوذ) ہیں یا "بِ" اس فعل (عاذ یعوذ) کا وہ صلہ ہے جو اس کے "مفعول اول" (جس

کی پناہ مطلوب ہے) پر آتا ہے۔ اس طرح "باللہ" کو محلاً منصوب بھی کہہ سکتے ہیں [أَنْ] مصدریہ ناصبہ ہے اور یہ در اصل "مِنْ أنْ" تھا اور یہ "مِنْ" وہ ہے جو اس فعل (عاذ یعوذ) کے "مفعول ثانی" (جس سے بچنا مطلوب ہو) پر آتا ہے [" اعوذ" اور اس کے ساتھ "بِ" اور "مِنْ" کے استعمال پر بحث استعاذہ میں بھی اور دوبارہ اوپر [۲:۴۳:۱(۴)] میں بھی ہوئی ہے]

[أكونَ] فعل مضارع منصوب (بوجہ "أن") ہے۔ علامت نصب آخری "ن" کی فتحہ (ـَ) ہے۔ اس فعل ناقص (أكون) میں اس کا اسم "انا" مستتر ہے۔ افعالِ ناقصہ میں ضمیر الفاعل کو اس فعل کا "اسم" کہا جاتا ہے۔ اگرچہ بعض جدید علمائے نحو، مثلاً دکتور شوقی ضیف، ایسے اسم کو اس فعل ناقص کا "فاعل" اور اس کی خبر (جو منصوب ہوتی ہے) کو اس کا حال (منصوب) کہتے ہیں۔

[من الجاهلين] جار مجرور (من + الجاهلين) مل کر "أكون" کی خبر کا کام دے رہے ہیں۔ لہٰذا محلاً منصوب ہیں۔ (گویا در اصل "أن أكون جاهلاً من الجاهلين" تھا)۔ اس طرح "اعوذ باللہ .... من الجاهلين" (ساری عبارت) فعل "قال" کا مفعول (مقول) ہو کر محلاً نصب میں ہے۔

(۴) قالوا ادعُ لنا ربك يُبيّنْ لنا ما هيَ ؕ

[قالوا] فعل ماضی معروف مع ضمیر الفاعلین "هم" ہے [ادْعُ] فعل امر صیغہ واحد مذکر حاضر ہے علامت جزم (فعل امر مجزوم ہی ہوتا ہے) آخری "واو" (ادْعُوْ کی) کا سکون تھا جو گر گئی ہے جیسا کہ کسی بھی فعل ناقص مجزوم میں آخری "و" یا "ی" کا حال ہوتا ہے۔ اب علامت جزم آخری "ع" کا ضمہ (ـُ) رہ گیا ہے [لَنَا] جار مجرور (ل + نا) متعلق فعل (ادع) ہے [ربَّكَ] مضاف مضاف الیہ (رب + ك) مل کر فعل "ادع" کا مفعول بہ (لہٰذا) منصوب ہے۔ علامتِ نصب "ب" کی فتحہ (ـَ) ہے سادہ نثر میں یہ عبارت یوں ہوتی "ادع ربك لنا" (یعنی "تو پکار اپنے رب کو ہمارے لیے") [يُبَيِّنْ] فعل مضارع معروف مع ضمیر الفاعل "هو" ہے جو "رب" ہے۔ یہ فعل مضارع مجزوم ہے "جزم" کی وجہ جواب امر (طلب) میں آنا ہے اور علامتِ جزم آخری "ن" کا سکون ہے۔ [لَنَا] جار مجرور (ل + نا) اس فعل (يُبَيِّنْ) سے متعلق ہے [مَا] اسم استفہام بطور خبر مقدم (لہٰذا) محلاً مرفوع ہے۔ اور [هِيَ] ضمیر مرفوع منفصل مبتدأ (مؤخر) ہے۔ بعض نحوی حضرات "مَا" کو مبتدأ اور "هِيَ" کو خبر (دونوں مرفوع) کہتے ہیں۔ اسماء استفہام کا اعراب معلوم کرنے کا طریقہ [۲:۲۰:۲] میں بیان ہوا تھا۔ اس کے مطابق یہاں پہلی توجیہ (کہ "مَا" خبر مقدم ہے) بہتر معلوم ہوتی ہے۔ یہ آخری جملہ استفہامیہ (مَا هِيَ) فعل "يُبَيِّنْ" کا مفعول بہ ہو کر محل نصب میں ہے۔ اور ("ادع لنا .... ما هي" تک کی) ساری عبارت

فعل "قالوا" کا مفعول (مقول) ہوکر موضع نصب میں ہے۔ اس ترکیب کے مطابق زیر مطالعہ عبارت کا لفظی ترجمہ بنتا ہے "انہوں نے کہا پکار ہمارے لیے اپنے رب کو (کہ) واضح کردے ہمارے لیے کیا ہے وہ (گائے) ہے"۔ اس کی بامحاورہ صورتیں (تراجم) بحث "اللغۃ" میں بیان ہو چکی ہیں۔

⑤ قال إنه يقول إنها بقرة لا فارض ولا بكر عوان بين ذٰلك

[قال] فعل ماضی مع ضمیر الفاعل "ھو" ہے جو موسیٰؑ کے لیے ہے [إنّہ] حرف مشبہ بالفعل "إنّ" اور اس کے اسم (ضمیر منصوب متصل "ہ") پر مشتمل ہے [یقول] فعل مضارع معروف مع ضمیر الفاعل "ھو" ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور یہ جملہ فعلیہ (یقول) "انہ" کے "إنّ" کی خبر ہے (لہٰذا محلاً مرفوع ہے) [إنّہا] بھی "إنّ" اور اس کے اسم منصوب (ضمیر منصوب متصل "ھا") پر مشتمل ہے۔ یہاں دونوں جگہ جملہ کے درمیان ہونے کے باوجود "إنّہ" اور "إنّہا" دونوں میں "إنّ" بکسر الہمزۃ اس لیے آیا ہے کہ ان سے پہلے فعل "قال" ہے اگر کوئی اور فعل ہوتا تو یہ بفتح الہمزۃ (أنّ) آتا۔ [بقرۃٌ] یہ دوسرے "إنّ" (إنہا والا) کی خبر (لہٰذا) مرفوع ہے اور یہ "بقرۃ" یہاں نکرہ موصوفہ ہے جس کی صفت آگے آرہی ہے اس لیے یہاں "بقرۃ" کا ترجمہ "ایک گائے جو" اور "ایسی گائے جو" کی صورت میں ہوگا۔ [لَا] نافیہ (بمعنی "نہیں ہے") ہے اور [فارِضٌ] "بقرۃ" کی صفت ہے ("فارض" مؤنث (گائے) کے لیے ہی استعمال ہوتا ہے) [وَلَا بِکرٌ] کی "وَ" عاطفہ ہے جس کے ذریعے "لا بکرٌ" کا عطف "لا فارضٌ" پر ہے۔ اور یہاں بھی "لا" نافیہ ہے اور "بکرٌ" صفت (بقرۃٌ کی) ہے لفظ "بِکر" مذکر مؤنث دونوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ "بقرۃٌ" کی صفت ہونے کے باعث یہاں "فارضٌ" اور "بکرٌ" بھی مرفوع آئے ہیں جس کی علامت تنوینِ رفع (ـٌ) ہے جب کسی نکرہ کی صفت "لا" نافیہ کے ساتھ بیان ہو تو عموماً "لا" کی تکرار ہوتی ہے اور ساتھ دو صفات بیان ہوتی ہیں دوسرے "وَلَا" کی وجہ سے معنی میں ایک زور پیدا ہوتا ہے جسے اردو ترجمہ میں "اور نہ ہی" سے ظاہر کیا جاسکتا ہے۔ [عوانٌ] یہ "بقرۃ" کی صفت بھی ہوسکتا ہے۔ (فارض اور "بکر" کی طرح۔ مگر نفی (لا نافیہ) کے بغیر (یعنی "بقرۃٌ عوانٌ" یہ گائے جو عوان ہے۔ "عوان" کے معنی حصہ "اللغۃ" میں دیکھ لیجئے)۔ اور چاہیں تو یہاں ایک مبتدأ ۴۲
محذوف سمجھ کر اس (عوانٌ) کو اس کی خبر مرفوع کہہ سکتے ہیں یعنی "ہِیَ عوانٌ" یا "بَلْ ہِیَ عوانٌ" اور یہ جملہ بھی بہرحال "بقرۃ" کی صفت ہی ہوگا [بین ذٰلک] "بین" ظرف مضاف اور "ذٰلک" مضاف الیہ ہے۔ اور یہ دراصل "بین ذٰلک وذٰلک" تھا کیونکہ "بین" ہمیشہ "دو چیزوں کے درمیان" کے لیے آتا ہے اور یہاں (ایک) "ذٰلک" سے اشارہ "فارض" کی طرف اور دوسرے (محذوف "ذٰلک") سے

اشارہ "بکو" کی طرف ہے اور "انھا ..... ذلک" (تک) کی عبارت فعل "یقول" کا مفعول (مقول) ہے اور اس ترکیب کے مطابق اس پوری عبارت (قال انہ ..... بین ذلک) کا لفظی ترجمہ بنے گا" اس نے کہا بے شک وہ کہتا ہے کہ بے شک وہ ایک ایسی گائے ہے جو نہ بوڑھی ہے نہ بچھیا (بلکہ) درمیانی عمر کی ہے اس کے درمیان " اس کے مختلف بامحاورہ تراجم پر بحث "اللغۃ" میں بات ہو چکی ہے۔

(۶) فافعلوا ما تؤمَرُون

[فافعلوا] کی ابتدائی "فاء (فَ) عاطفہ تعلیلیہ (سببیہ) ہے اور بعض نحوی اسے "الفاء الفصیحۃ" بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ زبان میں فصاحت (وضاحت) کا تقاضا پورا کرتی ہے۔ اس کا ترجمہ تو "پس / اس لیے" ہے اور یہاں اس کا بامحاورہ ترجمہ "اب تو" سے ہو سکتا ہے اس کے بعد "اِفعَلُوا" فعل امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے جس میں ضمیر الفاعلین "انتم" مستتر ہے۔ جس کی علامت اس صیغہ کی واو الجمع ہے۔ اس کا ترجمہ تو "تم کرو" بنتا ہے مگر سیاق عبارت (قصہ) کے لحاظ سے بامحاورہ ترجمہ "کر ڈالو" زیادہ موزوں لگتا ہے۔ [مَا] اسم موصول ہے جو فعل "افعلوا" کا مفعول بہ (لہٰذا) محلاً منصوب ہے (مبنی ہونے کے باعث علامتِ نصب ظاہر نہیں ہے) [تؤمَرُون] فعل مضارع مجہول ہے جس میں "نائب فاعلین" کے لیے ضمیر "انتم" مستتر (موجود) ہے اور دراصل یہاں سابقہ اسم موصول (مَا) کے لیے ایک ضمیر عائد محذوف ہے یعنی یہ "مَا تؤمرون بہ" ہے (وہ جس کا تم حکم دیئے جاتے ہو)۔ اور اگر "مَا" کو مصدریہ سمجھ لیں تو عبارت "فافعلوا امرکم" بھی سمجھی جا سکتی ہے یعنی "تم اپنا کام کرو" (جس کا حکم دیا گیا ہے)

اس طرح مندرجہ بالا پوری عبارت کا لفظی ترجمہ تو بنتا ہے "پس (اب) تم کرو وہ چیز جس کا تم حکم دیئے جاتے ہو" اس کے مختلف بامحاورہ تراجم [۲: ۴۳: ۱ (۸)] کے بعد بیان ہو چکے ہیں۔

۲: ۴۳: ۳ الرسم

زیر مطالعہ دونوں آیات (۶۷، ۶۸) کے تمام کلمات کا رسم املائی اور رسم عثمانی (قرآنی) یکساں ہے ماسوائے ایک کلمہ "الجھلین" کے کہ اس کا عام رسم (املائی) "الجاھلین" ہے (اور ہم نے حصہ "اللغۃ" اور "الاعراب" میں کہیں کہیں محض سمجھانے کے لیے اسے برسم املائی لکھا ہے) مگر اس کا قرآنی (عثمانی) رسم الخط متفقہ طور پر بحذف الالف بعد الجیم یعنی بصورت "الجھلین" ہے۔ یہ

لفظ بصورت جمع مذکر سالم (جاھلون یا جاھلین) معرفہ نکرہ قرآنِ کریم میں کل ۹ جگہ آیا ہے اور ہر جگہ بحذف الف بعد الجیم (جھلون۔ جھلین) ہی لکھا جاتا ہے البتہ صرف ایک جگہ (البقرہ ۲:۲۷۳) بصیغۂ مفرد "الجاھل" آیا ہے وہاں اسے باثبات الف ہی لکھا جاتا ہے۔ جمع مذکر والی جگہوں پر اسے رسم املائی کی طرح باثبات الف لکھنا (جیسا کہ ترکی اور ایران میں عام رواج ہے) رسم عثمانی کی خلاف ورزی ہے۔ اس قطعہ (زیر مطالعہ) میں جو لفظ "ذٰلك" آیا ہے اس کے متعلق پہلے بھی کہیں بیان ہو چکا ہے کہ اس کا رسم عثمانی اور رسم املائی دونوں ہی بحذف الف بعد الذال ہیں یعنی اس لفظ کا رسم املائی دراصل رسم عثمانی ہی کے مطابق اختیار کیا گیا ہے اور رواج پا گیا ہے۔

۲:۴۳:۴ الضبط

زیر مطالعہ آیات میں ضبطِ کلمات کا تنوع حسب ذیل نمونوں سے سمجھا جا سکتا ہے ان نمونوں میں عام طور پر ضبط کی ترتیب یوں ہوتی ہے (۱) برصغیر کا ضبط جس میں کہیں کہیں تجویدی قرآن (مطبوعہ پیکجز لاہور) سے بھی کوئی نمونہ آجاتا ہے (۲) ایران اور ترکی کا ضبط جو عموماً ملتا جلتا ہے (۳) مصر اور دیگر عرب ممالک کا ضبط اور (۴) افریقی ممالک کا طریقِ ضبط۔ خاص طور پر توجہ طلب ضبط کی طرف اشارہ کر دیا جاتا ہے۔ مشترک ضبط صرف ایک دفعہ لکھا جاتا ہے۔

وَاِذْ، اِذْ، اِذْ/ قَالَ، قَالَ، قَالَ/ مُوسٰى، مُوسَىٰ،
مُوسٰى/ لِقَوْمِهٖ، لِقَوْمِهٖ، لِقَوْمِهٖ/ اِنَّ، إِنَّ،
اِنَّ/ اللّٰهَ، اللَّهَ، اللّٰهَ/ يَاْمُرُكُمْ، يَأْمُرُكُمْ، يَاْمُرُكُمْ/
اَنْ، أَنْ، آنْ/ تَذْبَحُوْا، تَذْبَحُوا/ بَقَرَةً، بَقَرَةً،
بَقَرَةً/ قَالُوْا، قَالُوا، قَالُوا، فَالُوا/ اَتَتَّخِذُنَا،
أَتَتَّخِذُنَا، آتَتَّخِذُنَا/ هُزُوًا، هُزُوًا، هُزُوًا/
قَالَ (مثل سابق)، اَعُوْذُ، أَعُوذُ، آعُوذُ/ بِاللّٰهِ، بِاللَّهِ،
بِاللّٰهِ/ اَنْ (مثل سابق)/ اَكُوْنَ، أَكُونَ، آكُونَ/

مِنَ، مِنَ/ الجٰهِلِيْنَ، الجٰهِلِيْنَ، الجٰهِلِيْنَ، الجٰهِلِيْنَ/ قَالُوْا، قَالُوا، قَالُوْا، فَالُوْا/ ادْعُ، ادْعُ، ادْعُ/ لَنَا، لَنَا، لَنَا/ رَبَّكَ، رَبَّكَ/ يُبَيِّنْ، يُبَيِّن، يُبَيِّن/ لَّنَا، لَنَا، لَّنَا/ مَا، مَا، مَا/ هِيَ، هِيَ/ قَالَ (مثل سابق) اِنَّهٗ، اِنَّهٗ، اِنَّهٗ/ يَقُوْلُ، يَقُوْلُ، يَقُوْلُ/ اِنَّهَا، اِنَّهَا، اِنَّهَا، اِنَّهَا/ بَقَرَةٌ (مثل سابق)/ لَّا، لَّا، لَّا/ فَارِضٌ، فَارِضٌ، فَارِضٌ/ وَّلَا، لَا، لَا/ بِكْرٌ، بِكْرٌ/ عَوَانٌ، عَوَانٌ، عَوَانٌ/ بَيْنَ، بَيْنَ/ ذٰلِكَ، ذٰلِكَ، ذٰلِكَ/ فَافْعَلُوْا، فَافْعَلُوْا، فَافْعَلُوْا/ مَا (مثل سابق)، تُؤْمَرُوْنَ، تُؤْمَرُوْنَ، تُؤْمَرُوْنَ۔

اهم اطلاع

لاہور اور راولپنڈی کے درمیان سفر کرنے والے حضرات کے استفادے کے لئے انٹرسٹی ہوٹل کھاریاں کے قریب محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے دروس قرآن اور مختلف خطابات کے آڈیو کیسٹس کا ڈیلیوری پوائنٹ قائم کیا گیا ہے۔ تمام مسافر حضرات اس سہولت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔